عظیم اسلامی حکومتوں کی تباہی کا باعث ملائیت بنی
پاکستان کو بھی سب سے بڑا خطرہ ملائیت سے ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍ جون ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

۱۳۳ ہجری کا سال اسلام کی سیاسی تاریخ میں ایک غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور بلا شبہ اسے ایک عظیم سنگ میل قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ وہ سال ہے جب اموی حکومت کے کھنڈرات سے دو عظیم اسلامی حکومتوں نے جنم لیا جو سینکڑوں سال تک اسلام کی ظاہری خدمت بھی کرتی رہیں اور باطنی خدمت بھی کرتی رہیں۔ چوٹی کے علماء جن کا امت محمدیہ پر قیامت تک اس رنگ میں احسان رہے گا کہ انہوں نے قرآن کے علوم و معارف پر غور کیا اور بہت ہی عظیم خدمات سرانجام دیں وہ ان دونوں حکومتوں کے پر امن دور کی پیداوار ہیں۔

۱۳۳ھ میں اموی حکومت کے اختتام پر مشرق میں عباسی حکومت نے جنم لیا اور تقریباً ۵۲۳-۲۴ سال کے قریب یہ حکومت قائم رہی۔ پانچ صدیاں بہت ہی بڑا زمانہ ہوا کرتا ہے بہت کم قوموں کو اتنی لمبی حکومتوں کی توفیق ملا کرتی ہے۔ پھر ایک ہی خاندان کو مسلسل لمبا عرصہ تک خدمت کی توفیق ملے اور حکومت کی توفیق ملے۔ اس دور میں یقیناً اسلام نے ہر پہلو سے دنیا کو بھی فیض پہنچایا اور مسلمانوں کو بھی ہر قسم کے فیوض یعنی دینی فیوض کے علاوہ بھی اسلام کے اس عظیم الشان دور میں پہنچتے رہے مگر بہر حال یہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ ہم اسے اسلام کی سیاسی ترقی کا دور کہیں گے اور سیاسی

ترقی کے اس دور میں روحانی ترقی بھی جاری رہی ہے لیکن جب ہم محض روحانیت کی بات کرتے ہیں تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین کے بعد کا کوئی دور بھی اس دور کے مقابل پر روشن دور نہیں کہلا سکتا اسی لئے میں نے شروع میں ہی نمایاں طور پر یہ بات آپ کے ذہن نشین کی کہ ہم اسے اسلام کے سیاسی دور کے طور پر ایک نمایاں دور قرار دے سکتے ہیں۔

دوسری حکومت جس کی بنیاد مغرب میں ڈالی گئی اور وہ مغربی حکومت ہی کہلاتی تھی اس کی عبدالرحمٰن بن معاویہ کے ذریعہ اندلس میں بنیاد پڑی اس سے پہلے تقریباً ۴۳ سال پہلے یا ۴۴ سال پہلے اس حکومت کی تو دراصل طارق بن زیاد نے بنیاد ڈال دی تھی لیکن اس وقت تک یعنی عبدالرحمٰن کے وہاں جانے تک کوئی مستحکم اسلامی حکومت وہاں اس رنگ میں قائم نہیں ہوئی تھی کہ مستقل بنیادوں پر وہ سپین میں ایک عظیم الشان حکومت کی داغ بیل ڈال سکے مگر بہر حال وہ سرزمین جسے طارق بن زیاد اور اس کے بعد بعض اور مجاہدین نے بڑی قربانیوں کے ساتھ مسلمانوں کے لئے سر کیا جب اموی حکومت ٹوٹی تو اموی شہزادہ عبدالرحمٰن مغرب کی طرف اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا لیکن چونکہ ان شہزادگان کی بہت عزت تھی اس لئے جب یہ سپین پہنچا تو سپین میں اس کا بہت احترام کیا گیا اس کی بڑی عزت افزائی کی گئی اور اندلس کی حکومت اس کو گویا پیش کر دی گئی۔ چنانچہ جو اصل حکومت اندلس میں قائم ہوئی ہے وہ عبدالرحمٰن اول کے زمانہ میں یہ قائم ہوئی اور یہ ۱۳۳ھ سے ۱۷۲ھ تک بڑی شان کے ساتھ وہاں حکومت کرتے رہے اور ہر پہلو سے اسلامی حکومت کی بنیادوں کو استوار اور مستحکم کیا۔

اسی دور میں اسلامی حکومتوں کو تباہ کرنے اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی بھی بعض بنیادیں پڑ گئیں اور یہ ایک عجیب تضاد ہے اور بڑا ہی دردناک واقعہ ہے کہ یہ بنیادیں غیر کی طرف سے نہیں مسلمان علماء کی طرف سے ڈالی گئیں اور تمام مؤرخین اس بات میں متفق ہیں کہ ان عظیم اسلامی سلطنتوں کی تباہی کا راز مسلمان علماء کے باہمی اختلاف میں ہے۔ جتنے فساد رونما ہوئے ، جتنا عالم اسلام میں اندرونی قتل وجدال ہوا اور کئی قسم کی بھیانک خون ریزیاں ہوئیں ان سب کی بڑی اور اہم ذمہ داری اس وقت کے علماء پر عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ علماء دو حصوں میں بٹ گئے ایک وہ جو خدمت کرنے والے علماء تھے اور خالصةً اللہ کے لئے ہو چکے تھے اور کچھ وہ علماء جنہوں نے دین کے نام پر اسلام میں فسادات پھیلائے اور اسلام کو خطرہ بیان کر کے خود مسلمان حکومتوں کے لئے

خطرہ بن گئے۔

چنانچہ اس کا آغاز سپین میں عبد الرحمٰن اول کی وفات کے بعد ۱۷۲ھ میں ہوا۔ LANE POOLE بڑے تعجب سے یہ بات لکھتا ہے کہ پہلی بغاوت جس نے اسلامی مملکت کو کمزور کیا اور پھر آگے بغاوتوں کا آغاز کیا وہ عبد الرحمٰن کی وفات کے بعد ۱۷۲ ہجری میں ہوئی لیکن یہ عیسائیوں کی طرف سے نہیں ہوئی یہ نئے آنے والے Tribes اور قبائل کی طرف سے نہیں ہوئی نہ بربروں کی طرف سے ہوئی، نہ عرب قبائل کی طرف سے ہوئی۔ وہ لکھتا ہے کہ تعجب ہے کہ یہ بغاوت قرطبہ کے فقہاء کی طرف سے ہوئی، جنہیں فرزندان اسلام کا نام دیا جاتا ہے اور اس کے بعد جو بغاوتوں آغاز کیا گیا وہ ایک لمبا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا جسے پھر آخر وقت تک کوئی بھی روک نہیں سکا۔ چنانچہ سپین میں تقریباً آٹھ سو سال تک، ساڑھے سات سو سے کچھ عرصہ زائد مسلمانوں کی حکومت قائم رہی اور ۱۴۸۶ء میں جب ابو عبد اللہ نے ہتھیار ڈالے ہیں اور آخری مرتبہ اپنی حکومت کے آخری فرمانروا کے طور پر دستخط کئے ہیں اور ۱۴۹۲ میں یا ۱۴۹۱ء کے آخر پر کلیۃً اس حکومت کا وہاں سے صفایا ہوا ہے۔

تو یہ دور بھی مؤرخین کے مطابق دراصل ان اندرونی فسادات کا ایک لازمی، طبعی، منطقی نتیجہ تھا جو زیادہ تر مذہب کے نام پر خود علماء نے پھیلائے تھے اور خصوصاً اس آخری دور میں علماء غیر معمولی طور پر حرکت میں آچکے تھے اور اس وقت جو مجاہدین اسلام سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھے اس ٹوٹتی ہوئی سلطنت کو بچانے کے لئے ان کے خلاف عوام الناس میں اسلام کے نام پر نفرتیں پھیلائی جا رہی تھیں اور ان کو اسلام کا بھی باغی قرار دیا جا رہا تھا اور وطن کا بھی باغی قرار دیا جا رہا تھا۔ چنانچہ سپین میں یہ اسلام کا بہت ہی دردناک دور ہے کہ خود مسلمان علماء نے اپنے مجاہدین کے خلاف ایک اندرونی محاذ کھول رکھا تھا اور ہر دفعہ ان کی ناکامی میں مسلمان علماء کے فتنہ وفساد کا دخل موجود نظر آتا ہے۔

تو وہ عظیم سلطنت جسے غیروں کی تلوار سر نہیں کر سکی اسے مسلمان علماء کے فتووں کے قلم نے سر کر دیا اور اسلام کی ریاست کو اتنا عظیم نقصان پہنچا ہے کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آج جس جگہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یورپ کی یہ تمام سلطنتیں کلیۃً مسلمانوں کے زیر نگیں ہوتیں اگر سپین میں مسلمان علماء فتنہ وفساد کے ذریعہ مسلسل سینکڑوں سال تک اسلامی حکومتوں کو پیہم کمزور نہ کرتے رہتے۔ ہر صدی میں انہوں نے فتنہ وفساد میں نمایاں کردار کیا ہے۔ ایک ایسا بھی دور آیا تھا کہ جب فرانس میں

مسلمان فوجیں داخل ہو رہی تھیں اور فرانسیسی حکومت کانپ رہی تھی اور بار بار تحائف بھجوا رہی تھی اور ہر قسم کے معاہدے کرنے کے لئے تیار تھی اور خیال یہ تھا کہ فرانس کے بعد پھر یورپ میں اور کوئی طاقت نہیں تھی جو مسلمانوں کو روک سکتی لیکن چونکہ اندرونی فسادات ہو رہے تھے ایک کے بعد دوسرے عالم ایک دوسرے عالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور پھر علماء مل کر اسلامی حکومتوں کے خلاف فتوے دے رہے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ یہ خالصۃً غیر دینی بادشاہ ہیں، غیر اسلامی بادشاہ ہیں، شریعت سے ہٹے ہوئے ہیں اس لئے ان کو بزور ختم کر کے ان کی جگہ کوئی باشرع انسان حکومت پر فائز کیا جائے۔ تو اسلام کے نام پر عالم اسلام کی وہ بظاہر خدمات سرانجام دے رہے تھے لیکن اسلام کے نام پر اتنا شدید نقصان عالم اسلام کو پہنچا رہے تھے کہ اس کی کوئی نظیر دنیا کی کسی اور قوم میں نظر نہیں آتی۔ آپ تاریخ پر نظر دوڑا کے دیکھیں آپ کو دنیا کی کسی قوم میں یہ واقعات نظر نہیں آئیں گے کہ مذہب کے علماء نے خود اپنے اہل مذہب کی حکومتوں کو تباہ کروادیا ہو اور وہ حکومتیں غیروں کے ہاتھ بیچ دی ہوں اور ان غیروں کے ساتھ مل کر سازشیں کی ہوں۔ بہر حال یہ ایک بہت ہی دردناک دور ہے۔ ایک طرف اسلام کی ترقیات پر نظر پڑتی ہے تو دل حمد سے بھر جاتا ہے دوسری طرف ان مسلمان علماء کے کردار کو انسان دیکھتا ہے تو غم سے دل بھر جاتا ہے اور کٹنے لگتا ہے ان باتوں کو دیکھ کر جگر پارہ پارہ ہونے لگتا ہے۔ عظیم الشان اسلامی سلطنتیں ایسی جن میں پھیلنے کی طاقتیں تھی، جو وسعت پذیر تھیں اور کسی لمحہ بھی تمام دنیا میں سوائے اسلامی حکومت کے کوئی حکومت باقی نہ رہتی ان حکومتوں کو اندر سے ان علماء نے کھالیا۔

جہاں تک مغرب میں علماء کا تعلق ہے مالکی علماء نے سب سے زیادہ اسلامی حکومتوں کو تباہ کرنے میں کردار ادا کیا ہے اور جہاں تک مشرقی حکومت کا تعلق ہے وہاں شیعہ سنی فسادات اور دونوں طرف کے علماء ذمہ دار ہیں لیکن آخری تباہی جو مسلمان سلطنتوں کی ہوئی ہے وہ شیعہ علماء کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اس کا آغاز ۴۴۳ ہجری میں ہوا ہے جبکہ عبداللہ جو قائم بامراللہ کہلاتا تھا، وہ خلیفہ تھا۔ اس کے دور میں وہ غیر معمولی شیعہ سنی فساد ہوا ہے جس نے آئندہ ہمیشہ کے لئے فسادات کا بیج بو دیا۔ نہایت ہی خوفناک شیعہ سنی فساد ہوا جس کے نتیجہ میں سینکڑوں جانیں تلف ہوئیں، مقبرے اکھاڑے گئے، پرانے مدفون ائمہ کو قبروں سے اکھیڑنے کی سازشیں کی گئیں اور بہت ہی خوفناک فساد تھا جو پھیل گیا۔

اور خلیفہ قائم بامر اللہ، نام کا قائم بامر اللہ تھا عملاً نہ وہ قائم تھا نہ کوئی امر اللہ کی صفات اس میں پائی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ بالکل بے حس اور بے طاقت ہو کر ان باتوں کو دیکھتا رہا اس کی کچھ پیش نہیں گئی۔ وہ فساد اسلامی مذہبی تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت اس لئے رکھتا ہے کہ اس کے بعد پھر شیعہ اور سنی اختلافات بڑھتے ہی رہے ہیں اور پھر ان کے درمیان آپس میں شیعہ اور سنی فرقوں کے اندر صلح کا کوئی امکان پھر باقی نہیں رہا۔ گہری نفرتیں پیدا ہوئیں اور انتقامی جذبات نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتے رہے۔

یہاں تک کہ یہ جو طبعی نتیجہ اس کا ظاہر ہوا ہے یہ بھی ایک ایسے خلیفہ کے وقت میں ظاہر ہوا جس کا نام بھی عبداللہ تھا۔ لیکن وہ عبداللہ بن منصور مستعصم باللہ کہلاتا ہے۔ ۶۴۰ھ کے لگ بھگ یہ خلیفہ ہوا ہے اور ۶۵۶ھ میں یہ قتل ہوا ہے اس کے دور میں بھی ایک نہایت ہی خوفناک شیعہ سنی فساد ہوا۔ اور اس فساد کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بادشاہ نے خود اپنے بیٹے کو بھجوا کر شیعوں سے انتقام لیا اور بغداد کا جو مغربی حصہ تھا جہاں زیادہ تر شیعہ آباد تھے وہاں خون کی ندیاں بہائیں اور مکان لوٹ لئے گئے اور آگیں لگائی گئیں۔ مورخین یہ کہتے ہیں کہ اس کی بنیاد اس طرح پڑی کہ ابن علقمی جو مستعصم باللہ کے شیعہ وزیر اعظم تھے، ان کو مستعصم باللہ نے بہت زیادہ کھل دے رکھی تھی اور چونکہ وہ وزیر اعظم تھے اور ان کا عمل دخل بہت تھا اس لئے شیعوں کو اتنی زیادہ شہ مل گئی کہ آغاز اس فساد کا شیعوں کی طرف سے ہوا ہے۔ انہوں نے مظالم کئے اور ان مظالم کے نتیجہ میں پھر مسلمان عوام جب اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت بادشاہ وقت نے اپنے بیٹے کو بھجوایا کہ چونکہ عوام الناس کی اکثریت بہر حال سنی تھی اور وہ اپنی حکومت کے مفادات شاید اس میں دیکھتے تھے کہ اس وقت ان کی کھل کے مدد ہونی چاہئے تو بہر حال وہ قتل و غارت کا جو بازار وہاں گرم ہوا یہ وہ آخری شیعہ سنی فساد ہے جو عباسی حکومت میں ہوا ہے۔ اس کے بعد بہت سے مؤرخین جن میں ذہبی بھی شامل ہیں ابن خلدون بھی اور الطقطقی بھی اور بہت سے مؤرخین ہیں جو اس بات پر متفق ہیں کہ اس اسلامی حکومت کی تباہی کا ذمہ دار یہ آخری فساد تھا کیونکہ اس کے بعد شیعہ وزیر اعظم ابن علقمی نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اس حکومت کو بہر حال تباہ کروا دینا ہے۔ چنانچہ ہلاکو خاں کو ابن علقمی نے پیغام بھیجنے شروع کئے اور مغرب سے اس کی توجہ ہٹا کر بغدادی حکومت کی طرف کروائی اور وہ جو رُعب تھا اسلامی حکومت کا جو تاتاریوں کو اس طرف آنے نہیں دیتا تھا اس کا پول کھولا اور بتایا کہ اس فوج میں کچھ بھی باقی نہیں رہا اور مؤرخین کہتے

ہیں کہ عملاً اس فساد کے بعد فوج کو کمزور کرنے کی با قاعدہ سازش کی گئی اور ابن علقمی نے رفتہ رفتہ ایک منصوبے کے مطابق مرکزی فوج کو منتشر کرنا شروع کیا اور خلیفہ وقت کو یہ بتایا کہ یہ سرحدوں کی حفاظت کے لئے باہر بھجوائی جارہی ہے اور امر واقعہ یہ تھا کہ اکثر کو فارغ کر دیا گیا اور منتشر کر دیا گیا اور جب بغداد میں کوئی حفاظت کا انتظام باقی نہیں رہا پھر اس نے پیغام بھجوایا ہے۔

اور ایک اور بدقسمتی عباسی حکومت کی یہ تھی کہ اس وقت نصیر الدین طوسی جو مشہور فلسفہ دان اور حساب دان ہیں وہ ہلاکو کے دربار میں بہت مرتبت رکھتے تھے اور بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور ہلاکو خاں کو ان پر بہت اعتماد تھا۔ جب ابن علقمی نے پیغام بھیجنے شروع کئے تو ہلاکو نے نصیر الدین سے مشورہ کیا اس نے بھی کہا کہ ہاں اس حکومت میں اب کچھ بھی باقی نہیں رہا اس لئے حملہ مناسب رہے گا۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں پھر بغداد کی تباہی ایسے خوفناک طریق پر کی گئی ہے کہ تاریخ عالم میں شاید ہی کوئی ایسا شہر اس دردناک رنگ میں تباہ کیا گیا ہو۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ 15 سے 16 لاکھ تک جانیں تلف ہوئیں۔ ابن خلدون بیان کرتے ہیں کہ ایک کروڑ سے زائد جانیں تلف ہوئی ہیں۔ عورتیں اور بچے اور بوڑھے اور جوان سروں پر قرآن اٹھائے ہوئے دہائیاں دیتے ہوئے گلیوں میں نکلے اور خدا تعالیٰ کو قرآن کی عظمت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اُس سے التجائیں کرتے رہے لیکن جب قومیں آپس میں اندرونی طور پر باہمی ایک دوسرے سے لڑ کر اپنی ہلاکت کا فیصلہ کر لیا کرتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تقدیر ان کو نہیں بچایا کرتی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ (الرعد:۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ہم نعمتیں واپس نہیں لیا کرتے لیکن جب کوئی قوم خود اپنی نعمتیں اپنے ہاتھ سے پھینک دیتی ہے اور وہ تبدیل کر دیتی جو ہم نے اس کو عطا کیا ہے اس وقت پھر خدا کی تقدیر اس قوم کی ہلاکت کا فیصلہ کر لیا کرتی ہے۔ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا پھر جب اللہ کی تقدیر یہ فیصلہ کر لے کہ اس قوم کو برائی پہنچے گی تو کوئی اس کو بچا نہیں سکتا اس فیصلہ کی راہ میں کوئی روک نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ وہی منظر نظر آتا ہے کہ خود اپنے ہاتھوں سے جو لعنت اور مصیبت بلائی گئی تھی اس کو پھر کوئی دعا روک نہیں سکی۔ کیونکہ خدا نے پہلے ہی قرآن کریم میں اس تقدیر کی کھلے لفظوں میں خبر دے دی تھی۔

بہرحال بعض مصنفین تو صرف اتنا لکھتے ہیں کہ ایسا دردناک واقعہ ہے کہ ہمارا قلم چلتا ہی

نہیں اس لئے ہم سے تفصیل کچھ نہ پوچھو۔بس گزر جاؤ یہ مرثیہ پڑھتے ہوئے کہ ایک بہت بڑی تباہی آئی تھی عالم اسلام پر۔اور بعض مورخین کچھ تفاصیل بھی بیان کرتے ہیں۔بعض لکھتے ہیں کہ کتابوں کی جو بہت عظیم الشان لائبریریاں قائم تھیں اور تمام دنیا کا علمی مرکز بنا ہوا تھا بغداد میں ان کتابوں کو جلا کر ان کی خاک دجلہ میں بہائی گئی اور دجلہ کالا ہو گیا اُنکی راکھ اور خاک سے۔بعض کہتے ہیں کہ اُسی طرح ان کتابوں کو دجلہ میں بہا دیا گیا۔بعض کہتے ہیں کہ جو مقتولین تھے ان کی کھوپڑیوں کے منار بنائے گئے جو بیسیوں میل سے دکھائی دیتے تھے۔اور بعض بتاتے ہیں ہمیں کہ جو تباہی ہوئی ہے عمارتوں کی بربادی ہوئی ہے اتنا خوفناک منظر ہے کہ تاریخ میں شاید پھر کبھی دوبارہ دیکھنے میں آئے۔

کھلا قتل عام مسلسل چلتا رہا۔یہاں تک کہ صرف عام ظلم نہیں ہے قتل وغارت کا بلکہ دینی طور پر بھی انتہائی مظالم توڑے گئے۔عیسائیوں کو اور بدمذھبوں کو کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ مساجد کی بے حرمتی کریں۔شراب عام کر دی گئی۔مسجدوں میں اصطبل بنوا دیئے گئے اور اسلامی تاریخ کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ حکماً اذان بند کی گئی۔وہ سب سے بڑا بدبخت انسان جس نے اسلام کے نافذ ہونے کے بعد پہلی مرتبہ تاریخ میں اذان بند کی ہے وہ ہلاکو خاں تھا۔چنانچہ مؤرخین بڑے درد سے یہ واقعہ لکھتے ہیں کہ ہلاکو خاں کے حکم سے بغداد میں پھر اذانیں ہونی بند ہو گئیں اور تمام مسجدیں خاموش ہو گئیں۔اس تباہی کے وقت میں ابن علقمی نے پیغام بھیجا ہلاکو خاں کو کہ چونکہ تم میری دعوت پر ہی آئے ہو اس لئے مجھے ملاقات کا موقع دو آپس میں طے کریں کہ اب کیا کرنا ہے ابن علقمی وہاں گیا اپنی جان کی پناہ لی اور ایک سازش کے مطابق واپس آ کر مستعصم باللہ کو یہ کہا کہ تم سب کی جان بخشی کی ضمانت مَیں لے آیا ہوں اس لئے تمام فقہاء، علماء تمہارے اور بزرگ اور قاضی اور بڑے بڑے لوگ یہ سارے میرے ساتھ چلیں اور وہاں جا کر بڑی عزت افزائی کے ساتھ تمہاری جان بخشی کی جائے گی اور تمہیں چھوڑ کر وہ اسی طرح چلا جائے گا جس طرح اہل روم میں اس نے اپنا خلیفہ اپنا نائب مقرر کر دیا ہے تمہیں اپنا نائب مقرر کر دے گا۔چنانچہ لوگ جب پہنچے تو بلا استثناء سب کو قتل کروا دیا گیا سوائے ابن علقمی کے لیکن ابن علقمی کو بھی جو اس کی تمنا تھی وہ دیکھنی نصیب نہ ہوئی اور بڑی حسرت سے وہ مرا ہے بعد میں کیونکہ اس کی جو یہ خواہش تھی کہ شیعہ حکومت قائم ہو جائے گی اسکے نتیجہ میں، ہلاکو خاں نے وہ بھی نہ ہونے دی۔

جہاں تک مستعصم باللہ کا تعلق ہے اس کے متعلق بعض مؤرخین ایک بڑا دردناک واقعہ لکھتے ہیں ، ابن خلدون نے بھی لکھا ہے اور بعض دوسرے مؤرخین نے بھی۔ ابن خلدون تو اس واقعہ میں نصیرالدین کا نام نہیں لیتے لیکن بعض دوسرے مؤرخین نصیرالدین کا نام لے کر اسے اس واقعہ کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہلاکو خاں نے سب کو جو قتل کرنے کا فیصلہ کیا تو خلیفہ وقت کو مارنے سے وہ رکا اور اس کا دل دھڑ کا کیونکہ یہ عام روایت تھی اس زمانہ میں کہ اگر خلیفہ وقت کا خون کہیں بہے تو بہت بڑی تباہی آتی ہے۔ چنانچہ ہلاکو خاں نے نصیرالدین سے ذکر کیا کہ مستعصم کو تو میں نہیں قتل کرواسکتا کیونکہ اگر اس کا خون زمین پر گرا تو اس سے بہت بڑی ہلاکت آئے گی اور ہم بھی اس کا شکار ہو جائیں گے۔ نصیرالدین نے جواب دیا کہ بڑی آسان ترکیب ہے زمین پر خون گرنے ہی نہ دو اس کو بوریوں میں لپیٹو اور ٹھڈوں اور لاٹھیوں سے مارو!

چنانچہ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اسی طرح کیا گیا بوریوں میں لپیٹ کر ٹھڈوں اور لاٹھیوں سے مارا گیا اور اسی طرح بند کا بند اس نے نہایت ہی درد و کرب میں جان دی اور اس وقت ابن علقمی نے آکر اس کو ٹھڈے مارے اور اس سے کہا کہ اس طرح انتقام لیا جاتا ہے۔ جہاں تک ابن خلدون کا تعلق ہے وہ نصیرالدین کی بات تو نہیں بیان کرتے لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلے ہاتھی سے کھنچوایا گیا اس بوری کو اور اس طرح لڑکھتے ہوئے گھسٹتے ہوئے اس نے جان دی اور پھر اس کے بعد انتقامی کارروائی ہوئی ٹھڈوں کی اور جو کچھ بے عزتی کی جاسکتی تھی۔

تو یہ تھا علماء کا کردار، علماء سوء کا کردار جنہوں نے اسلام کے نام پر دو عظیم الشان اسلامی سلطنتوں کو تباہ و برباد کروادیا اور اگر یہ دونوں سلطنتیں قائم رہتیں اور مسلمان علماء یہ بھیانک کردار ادا نہ کرتے تو آج نہ روس کا وجود کہیں نظر آتا، ایک دہریہ حکومت کے طور پر میرا مطلب ہے، نہ آپ کو چین کی دہریہ حکومت نظر آتی ، نہ جاپان والے خدا کے منکر ہو کر ایک نئے خدا کا تصور پیش کر رہے ہوتے۔ بدھ ازم کا جو نام ہے یہ بھی شاید علمی طور پر سننے میں آتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مشرق و مغرب پر کلیۃً مسلمان حکومتیں قائم ہوتیں اور مسلمان علماء جو لڑتے نہ آپس میں اور فساد نہ کرواتے تو ان کے فیض سے میں یقین رکھتا ہوں کہ پھر اسلام بھی ساتھ ساتھ پھیل جاتا۔

تو آج جتنے فسادات دنیا میں ہیں، جتنے خطرات دنیا کو درپیش ہیں ان کا آغاز علماء سوء کی

طرف سے مسلمان حکومتوں کے دوران کیا گیا ہے، بنیادیں اس وقت رکھی گئی ہیں۔ اگر آج ایک عالم اسلام ہوتا تو ان فسادات کا سوال ہی کوئی نہیں تھا مشرق و مغرب نہ آپس میں پھٹتے نہ اتنے فسادات نہ اتنی بڑی تباہیاں دنیا میں آتیں۔ جنگ عظیم اوّل بھی نہ ہوتی، جنگ عظیم ثانی بھی نہ ہوتی دنیا کا نقشہ بالکل اور ہونا تھا۔ یہ جو کمیونزم کی فلاسفی ہے یہ بھی مغرب میں جنم دی گئی ہے، عیسائیت کی غلط تعلیم اور عیسائی ملکوں کے غلط اعمال کی وجہ سے یہ تعلیم دنیا کے سامنے آئی ہے ورنہ یہ فلسلفہ پیدا ہی نہیں ہونا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ علماء جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے شروع سے ہی دو حصوں میں بٹے رہے ہیں۔ ایک وہ جو متقی ہیں جو خدا کا خوف کرنے والے اور اسلام سے محبت کرنے والے ہیں۔ وہ ہمیشہ دین کی خدمت میں وقف رہے ہیں اور ان کا بہت بڑا احسان ہے جسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے اور قیامت تک وہ احسان جاری رہے گا لیکن ایک علماء سوء ہیں اور ان کی ایک نمایاں پہچان ہے ان کی پہچان یہ ہے کہ یہ بیرونی خطرات سے کلیۃً آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور ان کو سوائے اندرونی خطرات کے کچھ نظر ہی نہیں آتا مجاہدین اسلام کی ساری کمائی کو تباہ کرنے کے ذمہ دار، ان کی ساری محنتوں کو اکارت کرنے کے ذمہ دار علماء سوء ہیں۔ ان کی نظر کو اسلام کے لئے جو خطرہ نظر آتا ہے وہ مسلمانوں سے خطرہ نظر آتا ہے۔ یہ ان کی پہچان ہے، غیروں سے کوئی خطرہ نظر نہیں آتا۔ نہ ان کو عیسائیوں سے خطرہ نظر آئے گا، نہ ان کو بد مذھبوں سے خطرہ نظر آئے گا، نہ دہریوں سے خطرہ نظر آئے گا، باہر کی طرف آنکھ ہی نہیں کھلتی ان کی۔

ان کو خطرہ نظر آتا ہے کہیں شیعہ سے، کہیں حنبلی سے، کہیں احمدی سے، کہیں وہابی سے، کہیں بریلوی سے اور اندرونی طور پر ایک دوسرے کا خطرہ دیکھتے ہیں اور باہر کی طرف ان کی آنکھ نہیں جاتی۔ یہ ان کی خاص پہچان ہے اور جب مسلمان کو مسلمان سے لڑاتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں بڑی بڑی عظیم اسلامی سلطنتیں تباہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔

اس وقت پھر ملائیت کا دور ہے اور تمام عالم اسلام کو ملائیت کی طرف سے خطرہ ہے۔ آپ دیکھ لیں جتنی تحریکیں اس وقت چل رہی ہیں فساد کی ان سب میں ملّائی عصبیتیں کارفرما ہے۔ ایران اور عراق کی جنگ ہے یا فلسطین میں دو جتھے آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔ ان سب

کے پیچھے یہی پرانی عصبیتیں کام کر رہی ہیں جن کی جڑیں آپ کو تاریخ اسلام میں جگہ جگہ پیوست ہوتی ہوئی دکھائی دیں گی۔ تمام عالم اسلام کو اکثر جگہ شیعہ سنی فساد میں بانٹ دیا گیا ہے شیعہ گروہ اور سنی گروہ۔ اور جہاں شیعہ اور سنی اختلاف یہ کارنامہ نہیں دکھا سکا وہاں دوسرے امور وہ بھی مولویوں کی طرف سے جو ظاہر ہوئے ہیں ۔انہوں نے اسلامی حکومتوں کو لرزہ براندام کر رکھا ہے ۔ چنانچہ ملائیشیا میں اور انڈونیشیا میں وہی ''سلطان غیر شرعی'' کے نام پر ایک آواز بلند ہو رہی ہے کہ ہمارے سلاطین جو ہیں، ہماری حکومتیں جو ہیں یہ غیر شرعی ہیں۔ اس لئے اسلام کو سب سے بڑا خطرہ انڈونیشیا کے حکمرانوں سے ہے۔ اسلام کو سب سے بڑا خطرہ ملائیشیا کے حکمرانوں سے ہے اور اسلام کے نام پر وہاں اُن حکومتوں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں دیوبندی سب سے بڑا خطرہ احمدیت سے دیکھ رہا ہے اور سارے پاکستان پر اس کا قبضہ اس عذر پر ہے کہ نہایت ہی شدید خطرہ احمدیت سے عالم اسلام کو لاحق ہو چکا ہے اور ہم اس کے مجاہدین ہیں اس کے خلاف لڑنے والے۔ اس لئے ہماری بات سنو، باقی سب طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لو اور تعجب یہ ہے کہ پاکستان کا سیاستدان اس بات کو دیکھ نہیں رہا اور سمجھ نہیں رہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کو نہ شمال سے خطرہ ہے نہ جنوب سے، نہ مشرق سے، نہ مغرب سے، اگر پاکستان کو کوئی خطرہ ہے تو ملّائیت سے خطرہ ہے اور ساری تاریخ ملائیت کی بتا رہی ہے کہ یہ کس طرف قوموں کو لے جایا کرتی ہے، کس طرح عظیم سلطنتوں کو ہلاک کر دیا کرتی ہے اس کے باوجود ہمارا سیاست دان آنکھیں بند کر کے بیٹھا ہوا ہے بلکہ بعض دفعہ ملوث ہو جاتا ہے خود۔ ملائیت کو اپنے حق میں استعمال کرنے کا جرم کرتا ہے۔

چنانچہ پاکستان میں جہاں تک ملائیت کے عروج کی تاریخ کا سوال ہے اس میں بہت بڑا کردار دیوبندی علماء کا ہے۔ اگر سپین کی تباہی کی ذمہ داری مالکی علماء پر ڈالی جاسکتی ہے تو پاکستان کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی بھاری ذمہ داری دیوبندی علماء پر ڈالی جائے گی اور مؤرّخ انہیں کبھی معاف نہیں کر سکے گا۔ قائداعظم کے دور میں ملائیت کا کوئی وجود نہیں تھا۔ ایک قوم تھی اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں کی طرح گزارہ کر رہے تھے سارے، ایک محبت کا پیار کا ماحول تھا۔ نئی نئی سلطنت اسلام کے نام پر ملی تھی اور ایک بہت ہی پاکیزہ پر امن ماحول تھا اور سارے اس بات میں کوشاں تھے کہ کسی

طرح ہم مل کر اپنے وطن کو بنائیں ۔ جب سے ملائیت نے سر اٹھایا ہے اور بعض سیاست دانوں نے نہایت ہی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے منافع کی خاطر ان کو شہ دی اور ان سے کام لئے، اس وقت سے پھر پاکستان پر ملائیت کا مسلسل قبضہ ہوتا چلا گیا اور سیاست دان کو آج تک یہ نہیں پتہ چلا کہ پاکستان کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ کیوں ہو رہا ہے اور کون اس کا ذمہ دار ہے۔ اِن کو آج تک یہ نہیں پتہ چلا کہ پاکستان میں جتنے مارشل لا لگے ہیں وہ تمام کے تمام بلا استثناء ملاّ نے لگوائے ہیں۔ ایک بھی مارشل لاء ایسا نہیں جو ملاّ کی مدد اور اس کی سازش کے نتیجہ میں نہ لگا ہو اور ایک ہوّا دیا گیا ہے احمدیت کا کہ احمدیت کے خلاف ہم جنگ کر رہے ہیں اسلام کو ان سے خطرہ ہے اور اس کے نتیجہ سیاست دان کو اتنا ڈرایا دیا گیا ہے کہ وہ حق کی خاطر آواز بلند کرنے کی طاقت اب نہیں رکھتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر احمدیوں کے خلاف مظالم پر اُس نے احتجاج کیا یا اس غلط روش کو روکنے کی کوشش کی تو اس کی سیاست تباہ ہو جائے گی اور اس مفروضہ پر وہ کام کرتے ہوئے بعض دفعہ اپنے حق میں عوام الناس کو کرنے کے لئے انہی ملاّنوں کو احمدیوں کے خلاف اکساتا ہے، ان کی مدد کرتا ہے، ان کو روپیہ پیسہ دیتا ہے اور ہر طرح سے ان کو ابھارتا ہے کہ ان کا ہیرو بن کر وہ پاکستان کے عوام کا ہیرو بن جائے۔

چنانچہ ایک کے بعد دوسری تحریک جو جماعت احمدیہ کے خلاف اٹھی ہے اس میں یہ سارے عناصر کارفرما آپ کو نظر آئیں گے اور اب نتیجہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ پاکستان کی سیاست کو کلیۃً تباہ کر دیا گیا ہے۔ ملاّئیت فوج پر قابض ہو چکی ہے، فوج نے ملاّئیت کو استعمال کیا، ملائیت نے فوج کو استعمال کیا اور بظاہر یہی سمجھتے رہے دونوں کہ ہم فاتح ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ نتیجہ اس کا یہ نکلا ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں فاتح بن کر اُبھر رہی ہیں اور جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے یہ تو مفتوح کا مفتوح ہی رہا۔ اتنے شدید خطرات اس تمام دور میں پاکستان کو لاحق ہوئے ہیں اور ایسے ایسے اندرونی اور بیرونی دشمنوں نے طاقت پکڑی ہے کہ اگر آپ ان کا تجزیہ کریں، ان عناصر پر غور کریں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ کیوں ہمارے سیاست دانوں نے آنکھیں نہیں کھولیں، کیوں بروقت ان خطرات اور مصیبتوں سے اپنے وطن کو بچایا نہیں۔ کہا یہ جا رہا ہے اور ہمیشہ یہی کہا جاتا رہا کہ پاکستان کو اور اسلام کو احمدیوں سے خطرہ ہے اور ساری توجہ قوم کی اس طرف پھیر دی گئی۔ اس کے کئی نتائج ظاہر ہوئے ہیں اوّل تو یہ کہ ہر بار جب فساد ایک خاص مقام تک پہنچا ہے تو فوج کو دخل دینا پڑا اور تمام

سیاسی رجحانات اچانک منقطع کر دیئے گئے۔ جو سیاسی عمل جاری ہوا تھا آغاز سے وہ آزاد فضا کا متقاضی ہے اپنی پرورش اور نشونما کے لئے۔ جب مذہبی امور دخل انداز ہو جاتے ہیں سیاست میں اور فوج کو موقع دے دیتے ہیں حکومت پر قبضہ کرنے کا تو سیاسی عمل دخل یا سیاسی نظام جو جاری ہوتا ہے سیاسی سوچ اور سیاسی فکر جو پختگی کی طرف چل رہی ہوتی ہے وہ پختہ ہونے سے پہلے پہلے منقطع ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ہمارے ساتھ آزاد ہونے والے جتنے ممالک ہیں ان میں جہاں ملائیت نہیں وہاں بغیر روک ٹوک کے سیاسی نشو ونما ہوئی ہے اور بہت سے مراحل طے کر کے اب مستحکم ہو چکی ہیں۔ سیاسی سوچیں، سیاسی تفکرات سارے مستحکم ہو چکے ہیں۔ چین کو دیکھیں ، ہندوستان کو دیکھیں۔ ہندوستان تو ہمارا ہمسایہ ہے، ہمارے ساتھ ہی آزاد ہوا تھا، مسلسل بغیر روک ٹوک کے ان کا سیاسی عمل جاری ہے۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب تمام دنیا میں ان کی ایک عزت ہے، ان کا ایک احترام ہے، ان کا ایک مقام ہے۔ اور بعض مسلمان ممالک پاکستان سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں ہندوستان کو کیونکہ انہوں نے اپنا ایک مقام قائم کر لیا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ وہاں ملّائیت کا قبضہ نہیں ہے، نہ انہوں نے مسلمان کی ملّائیت کا وہاں قبضہ ہونے دیا ہے، نہ اپنے پنڈتوں کا قبضہ ہونے دیا ہے اور سیاست کو مذہبی عمل دخل سے آزاد رکھا ہوا ہے۔ پاکستان میں بد قسمتی سے ملّائیت نے ہر دفعہ اس عمل کو توڑ دیا۔ نشو ونما ہی نہیں ہو سکی اور پھر سیاست دان ہر دفعہ حیران، پریشان اور ہر دفعہ مار کھانے کے بعد یہ سوچتا رہا کہ ہمارے ساتھ کیا ہوئی ہے، یہ کیا واقعہ گزر گیا ہے۔ اس کے بہت سے دوسرے شدید نقصانات قوم کو پہنچے ہیں جن کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ بار بار جب فوج اوپر آئی ہے تو ان سیاستدانوں نے یہ تو نہیں دیکھا کہ مولوی اس کا ذمہ دار ہے لیکن انہوں نے یہ دیکھا کہ پاکستان کی فوج جس کی اکثریت پنجاب سے ہے وہ اس کی ذمہ دار ہے۔ چنانچہ فوج کے خلاف گہری منافرتیں پھیلائی گئیں ہیں اقلیتی صوبوں میں اور خصوصاً سندھ اور بلوچستان میں جو پاکستان کے خلاف تحریکات چل رہی ہیں اس وقت اور دن بدن زور پکڑتی جا رہی ہیں اور نہایت ہی خطرناک زہریلا پروپیگنڈا پاکستان کے خلاف کیا جا رہا ہے جوان کی یونیورسٹیوں میں ان کے سکولوں میں پھیلایا جا رہا ہے۔

یہ تمام پروپیگنڈا اس بناء پر ہے کہ پاکستان کی فوج کی اکثریت پنجابی ہے اور وہ اپنی خاطر ہر دفعہ اقلیتی صوبوں پر ظلم کرنے کے لئے اور پنجاب کے مفادات کی خاطر ملک پر قبضہ کرتی ہے فوج اور چونکہ ہر آدمی میں تجزیہ کی اہلیت نہیں ہوتی جو واقعات سطحی طور پر نظر آتے ہیں وہ یہی ہیں۔ اس لئے ساری قوم اس بات کو تسلیم کر لیتی ہے ہاں یہی تجزیہ درست ہے کہ پنجابی فوج نے ظلم کی راہ اختیار کرتے ہوئے سندھی کو مغلوب کرنے کے لئے، بلوچی کو مغلوب کرنے کے لئے ملک پر قبضہ کیا ہے اور یہی رجحان مشرقی پاکستان میں جب وہ مشرقی پاکستان موجود تھا جب قوت پکڑ گیا تو مشرقی پاکستان کو توڑنے کا ذمہ دار ہوا۔ وہ لوگ جو مشرقی پاکستان گئے ہوئے ہیں یا اس کی سیاست سے آگاہ ہیں ان کو علم ہے کہ مسلسل سال ہا سال تک وہاں یہی پروپیگنڈا کیا گیا کہ پنجابی فوج ہے جو بار بار قابض ہوتی ہے جو سیاسی عمل کو تباہ کرتی ہے۔ وہ کہتے تھے فوج ہماری اکثریت سے ڈرتی ہے سیاست کو نشوونما پاتے دیکھ ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اس سے پنجاب کو نقصان پہنچے گا۔ اس لئے انہوں نے پنجابی کے خلاف نفرت کی مہم بوئی اور ہر جو کمزوری دیکھتے تھے اور ہر قصور دیکھتے تھے اس میں پنجابی کو ذمہ دار قرار دیتے تھے اور دلیل یہی تھی بنیادی کہ دیکھو پنجابی فوج بار بار قبضہ کر رہی ہے۔

اور اب یہی نفرتیں، وہ تو ملک چلا گیا اُس کے جانے کے بعد سندھ میں منتقل ہوگئیں، بلوچستان میں منتقل ہوگئیں اور بظاہر بڑی شدت کے ساتھ فوج نے ان تحریکات کو کچل دیا ہے لیکن کبھی سیاسی بے اطمینانیاں بھی کچلی گئیں ہیں تلواروں سے یا بندوقوں سے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جتنا آپ سیاسی خیالات کو کچلنے کی کوشش کریں گے یا سیاسی رجحانات کو کچلنے کی کوشش کریں گے بزور شمشیر اتنا زیادہ یہ گہرے اور خطرناک ہوتے چلے جائیں گے۔ سطح سے ہٹیں گے تو اپنی جڑیں زیادہ پیوست کر دینگے گہرائی میں، کینسر کی طرح پھیل جائیں گے سارے بدن میں اور یہی اس وقت ملک میں ہو رہا ہے جوان کو نظر نہیں آ رہا۔

دوسری طرف پنجاب میں ایک اور قسم کا نقصان پہنچا ہے بڑا شدید۔ پنجاب کے عوام اور پنجاب کے سیاست دان کلیۃً مایوس ہونے کے بعد اب ایسی طاقتوں کا سہارا ڈھونڈ رہے ہیں جو اپنی فوج سے ان کو نجات دلائیں اور اس کے لئے سب سے زیادہ نزدیک جو آئیڈیالوجی ان کو مدد کے لئے ملتی ہے وہ اشتراکیت کی آئیڈیالوجی ہے جس کا علمبردار روس ہے ہمسائے کے طور پر، عظیم طاقت

کے طور پر پاس ہی بیٹھا ہوا ہے۔اس ردعمل نے ایک نیا رجحان بھی پیدا کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ فوج نمائندہ ہے تمام استعماری طاقتوں کا،فوج نمائندہ ہے سرمایہ دارانہ قوتوں کا،فوج نمائندہ ہے تمہارے رؤوساء کا،تمہارے بڑے زمینداروں کا،تمہارے بڑے انڈسٹریلسٹ کا اور انہی کے ایماء پر، انہی کے مفادات کے تحفظ کے لئے بار بار مارشل لاء لگتا ہے اور جب بھی فوجی حکومت آتی ہے اس وقت انڈسٹریلسٹ زیادہ ظالم ہو جاتا ہے، زیادہ مزدور کے حقوق غصب کرنے لگ جاتا ہے۔زمیندار اسی حکومت کے برتے پر غریبوں کو لوٹتا ہے،ان کی فصلیں کھا جاتا ہے،ان سے سخت مزدوریاں لیتا ہے اور پھر ادا کچھ نہیں کرتا ہے،ان کی عورتوں کی عزتیں لوٹتا ہے، جرائم پھیلتے ہیں ہر طرف۔یہ نظریہ عوام میں پھیلایا جاتا ہے اور یہ جڑ پکڑ جاتا ہے۔یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاں واقعۃً یہی بات ہے۔تو سارے ملک کو غیر مستحکم کر دیا گیا ہے۔نہایت ہی خوفناک ملک دشمن عناصر جڑیں پکڑ رہے ہیں بلکہ پکڑ چکے ہیں اور نہایت خوفناک سازشیں ملک کے خلاف اہل وطن کرنے لگ گئے ہیں اور بظاہر بڑا مستحکم ملک نظر آ رہا ہے فوجی حکومت ہے کہتے ہیں مارشل لاء نہیں ہٹانا کہیں فساد نہ پیدا ہو جائے۔تو استحکام کیسا ہو گیا جہاں فوج کے جاتے ہی اپنی فوج کے ہٹنے سے ملک میں فساد پھیل جائے۔

دراصل بات یہ ہے کہ ساری بیماری ملّائیت کے قبضہ کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔ ہر دفعہ ملّائیت کے نتیجہ میں فوج آئی، ہر دفعہ ملّاازم کے نتیجہ میں مذہب سے لوگ متنفر ہوئے، اشتراکیت کے لئے زیادہ جگہ ہموار ہوئی اور ہر دفعہ اسی ملّائیت نے اہل وطن کو آپس میں ایک دوسرے سے لڑایا ہے اور فساد پیدا کیا ہے اور عدم اطمینان کے مواقع پیدا کئے ہیں۔جو ان کا کام تھا وہ انہوں نے نہیں کیا، جو خطرات تھے وہ انہوں نے دیکھے نہیں اور ان کی نشان دہی نہیں کی انہوں نے۔بیرونی خطرات تو ان کے ادارک سے باہر کی بات ہے اس پر ان کو ذمہ دار نہ بھی قرار دیں کہ وہ ان کو نظر نہیں آئے تو کوئی بات نہیں۔ان کو پتہ ہی نہیں عالمی سیاست کیا ہے، پاکستان کو کن کن ممالک سے کیوں خطرات ہیں اس میں یہ بیچارے ذمہ دار نہیں۔ان کے علم کا سرمایہ ہی اتنا ہے بیچاروں کا لیکن وہ اندرونی خطرات جن کا مذہب سے تعلق ہے جن کا براہ راست اُس اسلام سے تعلق ہے،جس اسلام کی یہ نمائندگی کر رہے ہیں وہ ان کو خطرے کیوں نظر نہیں آئے۔

انہوں نے دیکھا کہ دن بدن بے حیائی بڑھ رہی ہے ملک میں،انہوں نے دیکھا کہ دن

بدن رشوت زیادہ ہوتی چلی جارہی ہے، انہوں نے دیکھا کہ دن بدن تمام اخلاقی اقدار کو قوم ایک طرف پھینکتی چلی جارہی ہے اور ظلم اور سفّا کی بڑھ رہی ہے، قتل وغارت بڑھ رہا ہے، حق تلفی بڑھ رہی ہے۔ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا ہے کردار میں اسلام کا نشان مٹتا چلا جارہا ہے۔ یہ سب یہ دیکھ رہے تھے اور اب بھی دیکھ رہے ہیں اور ان کو کوئی خطرہ نظر نہیں آرہا اور اس کے نتیجہ میں پھر آگے ایسے ایسے خوفناک نقصانات بڑے نمایاں نظام کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ چیزیں معمولی باتیں نہیں ہیں جب میں کہتا ہوں رشوت ہو رہی ہے تو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک آدمی کا حق متاثر ہوا اس کو مجبوراً پیسے دے کر کام کروانا پڑا۔ یہ جو رشوتوں کا نظام ہے جس ملک میں جاری ہو جائے اس سے اُس ملک کی تمام انسٹی ٹیوشنز غیر معمولی طور پر متاثر ہوتی ہیں اور بعض دفعہ ان کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں بالکل کیونکہ وہ انسٹی ٹیوشنز رشوت کی ایک باقاعدہ حکومت بن جایا کرتی ہے، ایک باقاعدہ نظام حکومت کے طور پر متوازی طور پر ملک میں جاری ہو جایا کرتی ہے۔

پاکستان ریلوے ہے مثلاً پاکستان ریلوے کے نقصانات کا مطالعہ کریں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ اتنے کرائے ہر دفعہ بڑھاتے ہیں اور ہر دفعہ ایک ارب، ڈیڑھ ارب دو ارب روپیہ نقصان ہو رہا ہے۔ دنیا میں ریلویز کما رہی ہیں اور ہماری ریلوے کرایوں کی غیر معمولی بڑھنے کے باوجود ہر دفعہ نقصان اٹھاتی ہے۔ تو قوم کی اقتصادیات پر کتنا گہرا اثر پڑھتا ہے اس بات کا۔ اگر آپ تجزیہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض پاکستان کے علاقوں میں تو باقاعدہ جتنے کرایے آپ حکومت کو ادا کرتے ہیں اتنے ہی کرایے جب تک آپ ریلوے کے حکام کو نہیں دیتے اس وقت تک آپ کا مال ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ جب جنس تیار ہوتی ہے زمیندار کی اس کو ضرورت ہے کہ فوری طور پر اس کو پیسہ ملے اپنے قرضے اتارے اپنے مالئے ادا کرے۔ اس وقت تمام بوگیاں صرف اس شرط پر مہیا ہوتی ہیں کہ باقاعدہ ان کا ریٹ جو مقرر ہے اس کے مطابق پیسے دیئے جائیں اور اگر آپ نہیں دیں گے تو خالی بوگیاں پڑی رہیں گی اور کہا یہی جائے گا کہ ہے ہی کچھ نہیں۔ جب آپ باقاعدہ پیسے دیں گے تو پھر وہ بوگیاں چلیں گی اور جب یہ نظام جاری ہوتا ہے تو پھر ان کا نقصان پورا کرنے کے لئے کم لکھوایا جاتا ہے اور گورنمنٹ کو کرایہ کم کر دیا جاتا ہے، یہ سمجھوتہ شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت بہت حد تک یہ کام ہو رہا ہے۔ انفرادی طور پر ٹکٹ کے پیسے گورنمنٹ کو دینے کی بجائے

ٹی ۔ٹی کومل رہے ہیں مثلاً یہ تو انفرادی نقصانات ہیں اتنے زیادہ نہیں مگر جو تجارتی نقصانات ہیں وہ غیر معمولی ہیں۔اربوں روپیہ حکومت کو جو جانا چاہئے تھاوہ آپس میں سمجھوتے کے ذریعہ یہ حکام اور کارندے لے جاتے ہیں اور مصنوعی کارروائی کر کے اگر دو بوگیاں دی گئی ہیں تو ایک لکھ دی گئی ہے اگر دس دی گئیں ہیں تو پانچ لکھ دی گئیں ہیں۔ بہرحال آپس میں ایسے سمجھوتے جاری ہیں جس کے نتیجہ میں نقصان ہوتا ہے اور جو پیسہ نہیں دیتا وہ بوگیاں جو خالی پڑی رہ جاتی ہیں وہ الگ نقصان ہورہا ہے۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ پاکستان میں ایک بڑے سینئر آفیسر سے اس بارے میں بڑی گفتگو کی تفصیلی چھان بین کی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمیں علم ہے کیا ہورہا ہے۔ہم بے بس ہیں بالکل جو مرضی حکومت کر لے اب یہ نظام اتنا گہرا ہو چکا ہے، اتنا پھیل گیا ہے کہ اس کی بیخ کنی کر ہی نہیں سکتی۔ ریلوے کے اخراجات تو حکومت پاکستان برداشت کر رہی ہے اور ریلوے کے فوائد بد دیانت ملازم حاصل کر رہے ہیں۔

اب آپ دوسری طرف آیئے! واپڈا جو کتنی اہم ضرورت کے لئے بنائی گئی یعنی تمام انرجی کے اوپر اس کی مناپلی ہے امر واقعہ یہ ہے کہ بجلی میں شاید ہی کہیں کسی ملک میں اتنی بڑی Monopoly کسی ادارے کو حاصل ہوئی ہو جتنی واپڈ کو حاصل ہے۔اور اتنی بددیانتی ہے نیچے سے اوپر تک کہ باہر بیٹھا انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور ظلم اور سفا کی ہے اُس بددیانتی میں۔انفرادی سطح پر یہ حال ہے کہ اگر کوئی زمیندار رشوت دیتا ہے تو اس کے بل کسی اور کے نام منتقل ہوتے رہتے ہیں اور جو زمیندار رشوت نہیں دیتا اس کے نام دوسرے کے بل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ایک عام رواج بن گیا ہے اور پھر انتقامی کارروائیاں اس طرح کی جاتی ہیں کہ اگر کوئی شخص رشوت نہیں دیتا تو عمداً بعض Phase بجلی کے بند کر کے اس کی موٹریں جلائی جاتی ہیں اور ایسے وقتوں میں جلائی جاتی ہیں جبکہ فصل پکنے کو تیار ہو اور یہ روزمرہ کا دستور ہے۔اس میں کوئی چھپی ہوئی بات ہی نہیں ہے۔ اربوں روپے ضائع ہورہے ہیں ملک کے موٹروں کی Re-Winding کے اوپر اور ان فصلوں کے نقصان کی صورت میں جو پک سکتی تھیں مگر وقت پر پانی نہیں مل سکا ، بجلی مہیا نہیں کی گئی وہ نہیں پک سکیں۔اَن گنت نقصانات ہیں آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنے نقصانات ہیں ان باتوں کے اور پھر اس کے علاوہ جو شدید نقصانات یہ ہیں کہ وہ اوپر کی سطح پر جو کروڑوں اور اربوں روپے رشوت میں لے

کر غیر ملکوں سے جو سودے ہوتے ہیں تو خراب مال لے لیا جاتا ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ساری مشینریاں پھر جو بظاہر بیسیوں سال تک آرام سے جاری رہنی چاہئیں وہ ایک دو سال میں خراب ہونے لگ جاتی ہیں۔ تمام واپڈا کی حالت اس وقت اتنی خطرناک ہو چکی ہے ملک میں کہ جو آنے والے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ جب آپ آئے تھے ایک ڈیڑھ سال پہلے اس وقت کا پاکستان ہی نہیں رہا۔ پہلے تو دن میں ایک گھنٹہ دو گھنٹہ لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی تو شور پڑ جاتا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اب تو دس بارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ عام دستور ہے اور جہاں بجلی پر منحصر ہے زراعت وہاں اس نارمل لوڈ شیڈنگ کے نتیجے میں جو زمیندار کو نقصان پہنچے گا اس کا آپ تصور کر لیں۔

اس کے نتیجہ میں جو اقتصادیات تباہ ہوتی ہیں ملکی وہ پھر جرائم کو جنم دیتی ہیں اور جرائم میں پھر یہ شکل بن جاتی ہے کہ پولیس جس سے رشوت لیتی ہے اس کے حق میں اور بعض دفعہ ظالم کے حق میں اور مظلوم کے خلاف مقدمے درج کرنے لگتی ہے ۔کوئی زندگی کا شعبہ ایسا نظر نہیں آئے گا جہاں آپ کو اطمینان نصیب ہو اور یہ ساری بنیادی ذمہ داری اخلاقی کمزوریوں کے اوپر عائد ہوتی ہے۔ ہر چیز کا تجزیہ کر لیں ایک لمبا سلسلہ ہے، ایک دن میں قوم کے اخلاق نہیں بگڑا کرتے گزشتہ تیس پنتیس سال کے اندر مسلسل یہ اخلاق بگڑنے کا ایک رجحان قائم ہوا جو بڑھتا چلا گیا ہے اور اس نے زندگی کے ہر شعبہ پر قبضہ کیا ہے اور علماء کو نظر نہیں آ رہا۔تم دین کے محافظ تھے،تم اسلام کی محبت کے دعوایدر تھے، تمہارا کام تھا کہ شور مچا دیتے سارے ملک میں گلی گلی پھرتے گھر گھر دروازے کھٹکھٹاتے کہ محمد مصطفی ﷺ کی طرف منسوب ہو کر تم یہ ظلم کر رہے ہو اپنے اوپر اور اپنی قوم پر اور اپنے دین پر۔کوئی رگ حمیت ان کی نہیں پھڑکتی ،کوئی ان کو ظلم محسوس نہیں ہوتا،کوئی خطرہ نظر ہی نہیں آتا اور سارا نظام مالییٔ کا نظام، لین دین کا سارا نظام کوئی ایک بھی نظام ایسا نہیں جس کا زندگی سے تعلق ہو اور وہ تباہ و برباد نہ ہو چکا ہو بد اخلاقی کی وجہ سے۔ جب قوم میں یہ کردار پیدا ہو جائے یا کردار نہ رہے کہنا چاہئے تو پھر لازماً پیراسائٹس بیٹھتے ہیں، یہ طبعی نتیجہ ہوتا ہے اس کا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جسم میں دفاع کی قوت نہ رہے اندرونی نظام بگڑ جائے اور جراثیم رحم اور کرم کی خاطر دخل اندازی نہ کریں۔ جراثیم تو ہر وقت ہر جگہ فضا میں موجود ہیں، ہر قسم کے موجود ہیں صحت مند وجودوں پر حملہ نہیں کر رہے کیونکہ ان کا اندرونی دفاع درست ہوتا ہے، ان کا اندرونی نظام درست ہے ۔ ایک دوسرے کے ساتھ صالح تعاون

کررہے ہیں جسم کے حصے۔ اس لئے آپ صحت مند پھرتے ہیں اللہ کے فضل سے الا ماشاء اللہ کوئی آدمی کبھی کمزور ہو تو بیمار ہو جاتا ہے لیکن اگر اندرونی نظام بگڑ جائیں تو دیکھتے دیکھتے ہر قسم کی بیماریاں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

اسی فضاء جہاں ایک صحت مند انسان سانس لے رہا ہے ایک آدمی مدقوق، مسلول اور کئی بیماریوں کا شکار مارا ہوا ہر قسم کے دکھ اٹھانے والا آپ کو نظر آرہا ہوگا اس لئے کہ اس کا اندرونی نظام بگڑا ہوا ہے۔ جب اندرونی نظام بگڑتے ہیں تو غیروں نے بہر حال قبضہ کرنا ہے صرف پھر یہ سوال رہ جاتا ہے کہ باہر کی قومیں آکر قبضہ کریں یا اپنی قوم قبضہ کر لے، اپنی قوم کے جراثیم قابض ہو جائیں۔ اس وقت تو یہ سٹیج ہے پاکستان کی۔ اپنی قوم کے جراثیم قابض ہوئے بیٹھے ہیں اور ایک مردار کی طرح سلوک کیا جارہا ہے۔ ایک ایسے نڈھال لاغر مریض کی طرح سلوک کر رہے ہیں بعض ظالم اپنی قوم کے ساتھ جانتے ہیں کہ ان میں دفاع کی کوئی طاقت باقی نہیں رہی اور سیاست دان ایک دوسرے کو معتوب کر رہے ہیں۔ کبھی پنجابی پر ذمہ داری ڈال رہے ہیں، کبھی کسی نظام پر ذمہ داری ڈال رہے اور نہیں دیکھ رہے کہ اوّل اس بات کی ذمہ دار ملّائیت ہے۔ ملّائیت قابض ہوئی ہے اس کو پہلے تم نے جگہ دی ہے۔ ظالمانہ سلوک کیا ہے اپنے ساتھ اپنے مفادات کے ساتھ اور قوم کے مفادات کے ساتھ، خود شہ دی ہے، ان کو اٹھایا ہے۔ جب انہوں نے ایک معصوم جماعت کے اوپر زبان درازیاں کیں، گندے حملے کئے ان کے اموال لوٹنے کی تعلیم دی تم خوش ہو کر بیٹھے رہے کہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس طاقت کو تم اپنے لئے استعمال کرو گے اور کرتے بھی رہے لیکن اب یہ چیز تمہارے اوپر قابض ہوگئی ہے اور وہ وقت آچکا ہے کہ اگر اب تم بیدار نہ ہوئے تو اس ملک کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ نہایت بھیانک خطرات ظاہر ہو چکے ہیں۔

فوج جب لمبا عرصہ قبضہ کرتی ہے تو بعض دفعہ اس کے لئے قبضہ چھوڑنے کی گنجائش بھی نہیں رہا کرتی کیونکہ پھر وہ سزا دیکھتی ہے سامنے۔ اس کو نظر آرہا ہوتا ہے کہ اتریں گے تو جن کے ہاتھ میں طاقت آئے گی، جن کے حق ہم نے دبائے ہوئے تھے وہ اپنے انتقامات لیں گے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ سارا ملک گندہ اور بدکردار ہو اور اس ملک کا ایک شعبہ بالکل صاف سو فیصدی درست اور صالح ہو۔ جب قوم کے اخلاق گر رہے ہوتے ہیں تو فوج بھی تو اسی قوم میں سے بنتی ہے، ان کا خمیر بھی تو اسی

مٹی سے اٹھایا جاتا ہے۔ جب معمولی طاقت کے اوپر بد دیانتی کا رجحان پیدا ہو تو پوری طاقت کے اوپر کیوں پیدا نہیں ہوگا۔ صرف ان کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے زبانیں نہیں کھل سکتیں مجبور لوگ مظلوم لوگ کھل کر کہہ نہیں سکتے کہ کیا ہو رہا ہے لیکن قوم کو بھی پتہ ہوتا ہے، فوج کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کرتے رہے ہیں اور ہمارا کن باتوں میں حساب لیا جا سکتا ہے۔ اس لئے جتنی بے چینی بڑھتی ہے وہ مجبور ہوتے چلے جاتے ہیں وہ چھوڑ ہی نہیں سکتے پھر۔ جس طرح بعض دفعہ کوئی کمزور بچہ کسی نسبتاً طاقتور بچے کو نیچے گرا لے۔ قسمت سے داؤ لگ جائے اس کا تو اس کو چھوڑا نہیں جاتا پھر۔ وہ کہتا ہے جس وقت میں نے چھوڑا اسی وقت اس نے مجھے اینٹ مار دینی ہے یا کوئی اور نقصان کر دینا ہے۔ وہ حالات ہو گئے ہیں قوم کے اور ان کو نظر نہیں آ رہا۔

جب تک اس ظلم سے ملک کو رہائی دینے کے لئے کوئی آزاد منش سیاستدان پیدا نہیں ہوتے، کوئی مرد میدان پیدا نہیں ہوتے، جرأت اور اخلاق والے لوگ پیدا نہیں ہوتے اُس وقت تک اس ملک کو اب نجات نہیں مل سکتی اس مصیبت سے۔ صاحب کردار آدمیوں کی ضرورت ہے قائداعظم قسم کے انسانوں کی ضرورت ہے، اتاترک کی ضرورت ہے وہ قوم کو بتلائیں کہ ملائیت ہلاکت کا پیغام ہے تمہارے لئے، ہم اس ملک میں ملائیت کو کبھی کسی صورت میں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ قوم کو بتائیں کہ اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرو گے تو پھر تم زندہ رہو گے ورنہ تم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس جہاد کی ضرورت ہے اور اگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر اپنی تقدیر کے دن جو لکھے جا چکے ہیں ان پر پھر راضی رہو پھر کوئی تمہیں بچا نہیں سکتا۔ ایک وقت تک اندرونی Parasite قابض ہوا کرتے ہیں پھر وہ وقت دور نہیں رہا کرتا کہ بیرونی Parasite آ کر قابض ہو جائیں۔ کیا ہوا تھا بغداد کی حکومت کے ساتھ؟ کیا ہوا تھا اُندلس کی حکومت کے ساتھ؟ ایک لمبا عرصہ تک اندرونی حقوق تلفیاں ہوتی ہیں مذہب کے نام پر، ایک دوسرے پر مظالم کئے گئے اور اس کے بعد ایسے وقت آئے کہ جب بیرونی Parasite یعنی وہ جاندار جو کسی دوسرے کا خون چوس کر زندہ رہتے ہیں، انہوں نے ملک پہ قبضہ کر لیا اور عظیم الشان حکومتوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

یہ مختصر صورت حال کا تجزیہ ہے ہمارے بدنصیب وطن کے ساتھ جو گزر رہی ہے۔ پاکستانی جہاں بھی ہیں ان کو اس کا دُکھ ہے اور سب سے زیادہ احمدیوں کو دکھ ہے کیونکہ احمدیہ جماعت پاکستان

کی تعمیر میں شامل ہے۔ پاکستان کی تعمیر میں جماعت احمدیہ کا ایسا دخل ہے جیسے برتھ مارک (Birth Mark) کو انسانی وجود کے ساتھ تعلق ہوا کرتا ہے۔ ہم اُن کی پیدائش کے مراحل میں شامل ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ پاکستان اور احمدیت کے وجود کو اس ملک کی تاریخ میں الگ کیا جا سکے۔ اس کی ساری دفاعی مہمات میں جماعت احمدیہ صف اوّل میں شامل رہی ہے۔ برتھ مارک (Birth Mark) کو آپ کس طرح الگ کر سکتے ہیں جب تک وہ وجود زندہ ہے وہ برتھ مارک بہرحال باقی رہتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سائنس دان نے ایک دفعہ اپنے ایک محبوب کے چہرے سے برتھ مارک دور کرنے کی کوشش کی ایک چھوٹا سا بچے کا پنجہ لگنے کا نشان تھا جو رحم مادر میں اس کے چہرے پر پڑ چکا تھا اور وہ اس کو بُرا لگتا تھا کہ اتنی کامل حسینہ اور اس کے باوجود یہ چھوٹا سا نشان ہے جو مٹ نہیں رہا۔ تو ظاہر یہ کرنا ہے لکھنے والے نے کہ برتھ مارک کو کوئی الگ نہیں کر سکتا وجود سے سوائے اس کے کہ زندگی چھوڑ دے اس کا ساتھ۔ چنانچہ اس سائنس دان کے متعلق لکھا گیا ہے کہ جب اس نے آخر وہ دوائی ایجاد کی جس کے نتیجہ میں میں برتھ مارک مٹ سکتا تھا اور وہ دوائی پلا کر اس نے جائزہ لینا شروع کیا آہستہ آہستہ اس کا رنگ پیلا پڑنا شروع ہوا پھر اور مدہم ہوا پھر سفیدی مائل ہو گیا یہاں تک کہ برتھ مارک کا رنگ اور جلد کا رنگ بالکل ایک ہو گیا لیکن وہی لمحہ اُس کے آخری سانس کا بھی تھا زندگی نچڑ رہی تھی جسم سے اس کے ساتھ وہ برتھ مارک الگ ہوا ہے، اس کے بغیر الگ نہیں ہوا۔ **تو جب تک تم پاکستان کی روح نہیں نچوڑتے تم جماعت احمدیہ کو پاکستان سے کبھی الگ نہیں کر سکتے۔** ہم تو اس کی برتھ کے اندر شامل ہیں، اس کی پیدائش کا ایسا جز و لاینفک ہیں کہ اسے الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ سب سے زیادہ ہم اس ملک کے ہمدرد ہیں، سب سے زیادہ اس کے دفاع میں ہمیں دلچسپی ہے اور ان سارے مظالم کا جن کا میں نے ذکر کیا ہے سب سے زیادہ دکھ جماعت احمدیہ کو پہنچ رہا ہے۔

اس لئے ایک غریبانہ نصیحت کے سوا میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ صورت حال میں آپ کے سامنے کھول دیتا ہوں۔ یعنی اس وقت ملک کے تمام دانشور میرے مخاطب ہیں صرف احمدی مخاطب نہیں ہیں۔ تمام اہل فکر و دانش، تمام سیاست دان ان باتوں پر غور کریں معلوم کریں جو میں کہہ رہا ہوں یہ سچائی ہے یا نہیں اور ادنیٰ سا بھی ان کے اندر تقویٰ ہو، انصاف پسندی ہو تو بلا تردد یہ مانتے چلے جائیں گے کہ ہاں یہ تجزیہ بالکل درست ہے، اسی طرح ہوا ہے۔ جب اسی طرح ہوا ہے تو اس کو ٹھیک

کرو جس طریق سے ٹھیک کرنا چاہئے انسانی اقدار کو زندہ کرو، انسانی شرافت کو زندہ کرو۔ حق کو حق کہنا سیکھو، باطل کو باطل کہنے کی جرات اختیار کرو، اس کے بغیر یہ ملک بچتا نہیں۔

ایک ہی خطرہ ہے اس ملک کو، ملائیت سے خطرہ ہے اور یہ خطرہ اب حد اعتدال سے تجاوز کر چکا ہے۔ نہایت ہی بھیانک شکل اختیار کر چکا ہے سارے عالم اسلام کو لاحق ہوا ہوا ہے تم ایک حصہ ہو اس خطرے کا۔ اس خطرے نے ایران میں ایک اور شکل اختیار کر لی ہے، عراق میں ایک اور شکل اختیار کی ہوئی ہے، شام میں ایک اور شکل اختیار کی ہوئی ہے، لبنان میں ایک اور شکل اختیار کی ہوئی ہے، ایک ملائیشیا میں شکل اختیار کی ہوئی ہے، ایک انڈونیشیا میں شکل اختیار کی ہوئی ہے اور اس خطرے کے پیچھے نہایت ہی خطرناک منصوبے کام کر رہے ہیں، عالمی سازشیں کام کر رہی ہیں۔ ان خطرات کو ابھارا جا رہا ہے، کیونکہ دنیا کی سمجھ دار قومیں جو اس وقت مسلط ہیں دنیا پر وہ جانتی ہیں کہ جب تک قوموں کے لئے اندرونی خطرات پیدا نہ کئے جائیں اس وقت بیرونی طور پر انھیں سر نہیں کیا جا سکتا، ان میں دخل نہیں دیا جا سکتا، ان کی سیاست کو اپنے کنٹرول میں نہیں لیا جا سکتا۔

پس یہ سارے عالم میں جو ظلم ہو رہا ہے اسلام پر اسلام ہی کے نام پر اُس کا ایک حصہ ہے جو پاکستان میں ہو رہا ہے اور تم ظلم سے باز نہیں آ رہے اگر یہی تم نے اپنے لئے راستہ اختیار کیا تو جو چاہو کر لو لیکن ہم تو وہ Birth Mark ہیں جو وجود کے مٹنے کے بعد بھی زندہ رہے گا کیونکہ **خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نشان کو دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ ہماری تو ضمانت ہے ہم ہر حالت میں ترقی کرتے رہے ہیں اور ہر حالت میں ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ اگر اس ترقی کی راہ میں روک ڈالنا چاہتے ہو تو سارا ایڑی چوٹی کا زور لگا لو تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکو گے۔** دنیا کے کسی خطے میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ جہاں ہماری تعداد زیادہ ہے وہاں بھی ناکام رہو گے، جہاں ہماری تعداد کم ہے وہاں بھی ناکام رہو گے کیونکہ خدا کی حفاظت کا ہاتھ ہر وقت ہمیں گھیرے ہوئے ہے اور وہ دشمن کو ایسا نقصان پہنچانے سے لازماً باز رکھے گا جس سے ہماری ترقی رکتی ہوئی دکھائی دے جس سے ہم تنزل کی راہ اختیار کرتے ہوئے نظر آئیں دشمن کو۔ ایک دن ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرے گا ہماری تاریخ میں کہ آگے بڑھنے کی بجائے ہم پیچھے جائیں۔

شہید ہونگے، دکھ دیئے جائیں گے، مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے، گھر بھی جلیں گے میں مانتا

ہوں، شدید ذہنی اذیت میں ہمیں مبتلا کیا جائے گا یہ بھی مجھے تسلیم ہے، ہمارے پیاروں کو گالیاں دی جائیں گی ہمارے سامنے اور مسلسل یہ ظلم کیا جائے گا یہ بھی میں مانتا ہوں لیکن جماعت کی ترقی کو تم روک سکو یہ ناممکن ہے۔ ہر حال میں ہر ملک میں ہر تاریکی کے وقت بھی ہم آگے بڑھیں گے خدا کا جو نور ہمیں عطا ہوا ہے تم نہیں چھین سکتے، تمہاری نسلیں بھی نہیں چھین سکتی اسے اس لئے ایک ہی نقصان ہے جو ہوگا وہ تمہارا نقصان ہے، ہوتا رہا ہے، ہو رہا ہے مسلسل تمہاری آنکھیں بند پڑی ہیں اور مسلسل ہوتا چلا جائیگا۔ تمہاری کوئی ضمانت نہیں ہے کیونکہ تاریخ بتا رہی ہے کہ جب قوموں نے اپنے آپ کو برباد کرنے کا فیصلہ کرلیا ہو تو خدا کی تقدیر یہ اعلان کیا کرتی ہے کہ ہاں تم ہلاک کئے جاؤ گے اور اس میں اسلام اور غیر اسلام کے ساتھ کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ بغداد کے مقتول بھی تو وہ مسلمان ہی تھے جو قرآن کو سروں پر لے کر گلیوں میں باہر نکلے تھے اور خدا کے نام پر ہی وہ دہائیاں دے رہے تھے لیکن خدا کی غالب تقدیر نے ان کی ایک نہیں چلنے دی اور ایک نہیں سنی کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ ظالم قوم نے خود اپنی ہلاکت کے بیج بوئے ہیں اس لئے تمہاری تو یہ تاریخ ہے۔ کوئی نام تمہیں بچا نہیں سکے گا۔ جن قوموں پر خدا کے نام پر خدا کی خاطر ظلم ہوتے ہیں باہر سے اور وہ استقامت دکھاتے ہیں ان کو دنیا میں کوئی نہیں مٹا سکتا اس لئے ہماری فکر تم چھوڑ رب کعبہ کی قسم کہ وہ خود ہماری حفاظت کرے گا۔

تم اس پیارے وطن کی فکر کرو جو ہمیں بھی عزیز ہے اور تم سے زیادہ اس کے نقصان کا دکھ ہمیں بھی پہنچے گا لیکن ہم اس معاملہ میں بے اختیار ہیں سوائے اس کے کہ حرف ناصحانہ کہہ سکیں۔ ایک غریبانہ درخواست کر سکیں اس سے زیادہ ہمیں کوئی طاقت نہیں۔ ہاں جہاں تک جماعت کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے یہ میں ضرور جماعت کو نصیحت کروں گا کہ اس تعلق کو استعمال کریں اور دعائیں کریں اور گریہ وزاری کریں اور استغفار کریں کثرت کے ساتھ اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نصیحت دے ان کو عقل دے، ان کی آنکھیں کھولے کیونکہ واقعۃً ملک اس وقت ایسے ہلاکت کے کنارے پر پہنچ چکا ہے جسے قبروں میں پاؤں لٹکانا کہتے ہیں اور پوری قوم ملوث ہے اس ظلم میں۔ اپنے اپنے مفادات کی خاطر، اپنے اپنے دھڑوں کے مفادات کی حفاظت کے لئے سارے مل کر قوم پر ظلم کرتے چلے جارہے ہیں اور دیکھ نہیں رہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

آئندہ جو رمضان کے بقیہ دن ہیں ان میں ملک کی بقا کے لئے پاکستانی تو بہر حال دعا

کریں گے لیکن میں باہر کے احمدیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں اگر چہ ان کا وطن نہیں ہے لیکن وہ پاکستان کے زیر احسان ضرور ہیں۔ بہت سے ایسے ملک ہیں جہاں پاکستان کی مٹی میں پلنے والے مجاہدین نے، پاکستان میں پرورش پانے والے اسلام کے خدمتگاروں نے نکل کر وہاں ملک سے ان کے ملک میں اسلام کی خاطر بڑی تکلیفیں برداشت کیں اور احمدیت کا پودا وہاں لگایا اور غیروں کے تسلط سے ان کو بچایا۔

افریقہ جانتا ہے کہ اگر احمدی مجاہدین وہاں نہ پہنچے ہوتے تو یا عیسائیت قابض ہو چکی ہوتی ان ملکوں کے اوپر یا دہریت یا دوسرے ازم ان ملکوں پر قابض ہو چکے ہوتے۔تو یہ احسان ہے تو احمدیت کی طرف سے مگر احمدیت نے پاکستان میں جو پناہ حاصل کی اور یہاں جو مرکز قائم ہوا اور یہاں سے وہ مجاہد تیار ہوئے اس سے آپ انکار کر ہی نہیں سکتے کہ پاکستان بھی اس احسان میں شامل ہو چکا ہے۔اس لئے صرف مذہبی احسان نہیں ہے اس ملک کا بھی احسان ہے تمام دنیا پر بڑے لمبے عرصہ تک پاکستانی حکومتوں نے اس معاملہ میں تعاون ہی کیا ہے عناد کی راہ اختیار نہیں کی، مخالفت کی راہ اختیار نہیں کی۔تو ساری قوم کا اس لحاظ سے احسان بنتا ہے۔آپ فکر کریں اور پاکستان کے لئے دعا کریں اس لئے بھی کہ پاکستان کی مٹی سے آپ کی خدمت کے سامان پیدا ہوئے ہیں اور پھر اس لئے بھی کہ ساری جماعت کا مرکز ابھی تک وہاں ہے۔اگر چہ اس کو بے اثر اور بے عمل کرنے کے لئے آج کی حکومت کوشش کر رہی ہے۔ ہر طرح سے ظلم کر رہی ہے لیکن یہ دن تو رہا نہیں کرتے ہمیشہ۔آئندہ ایسی حکومتیں بھی آسکتی ہیں جو تقویٰ اختیار کریں، جو انصاف پسند ہوں۔مرکز تو بہر حال وہاں موجود ہے اس مرکز کے نام کی خاطر ہی، تو وہ جو رمضان کا خاص دعاؤں کا حصہ ہے وہ آنے والا ہے۔اس لئے جہاں احمدیت کے لئے دعائیں کریں گے وہاں پاکستان کے لئے بھی دعائیں کریں اور هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن :۶۱) کی نصیحت کو پیش نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی دعاؤں کو قبول فرمائے اور پاکستان میں ایک صحت مند انقلاب کے سامان پیدا فرمائے۔ایسا صحت مند انقلاب ہو کہ ہم فخر کے ساتھ کہہ سکیں کہ واقعۃً پاکستان جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا اس مقصد کی حفاظت کے لئے اب یہ ایک ناقابل تسخیر قلعہ بن چکا ہے ۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر بنایا گیا تھا اور اسی نام کی حفاظت کرتے

ہوئے اگر یہ ملک ٹوٹتا تو ہم فخر سے جانیں دیتے اور خوشی سے اس بات کو قبول کرتے کیونکہ مجاہد کی موت بھی قابل فخر موت ہوتی ہے مگر ظلم یہ ہے کہ اس کلمہ کو مٹاتے ہوئے اس ملک کے مٹنے کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں، اس کلمہ کی مخالفت کرتے ہوئے اس ملک کے مٹنے کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اگر یہ موت مقدر ہے تو بہت ہی ذلیل موت ہے، نہایت ہی دردناک موت ہوگی اس ملک کی کہ اسلام کے نام پر بنایا اور اسلام کی بنیادوں کو مٹاتے ہوئے آپ مٹ گیا۔ اس لئے دوہرے فکر کے ساتھ دعاؤں کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور ہمیں اس پاک وطن کی طرف سے خوشیاں دیکھنی نصیب فرمائے۔ آمین

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

(بقیہ) خطبہ ثانیہ پڑھنے سے پہلے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں ہمارے سلسلہ کے ایک پرانے بزرگ جو سیرالیون جماعت کے ابتدائی مخلصین میں سے ہیں اور بہت خدمت کی انہوں نے جماعت کی وہاں۔ جماعت کو پھیلانے اور مستحکم کرنے میں بہت عظیم کردار ادا کیا ہے، الحاج مکرم علی روجرز صاحب (Ali Rogers) وہ 95 سال کی عمر میں 23؍ مئی کو وفات پا گئے۔ مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ ایمان، تقویٰ اور اخلاص میں انہوں نے مسلسل ترقی کی ہے۔ 1939ء میں یہ احمدی ہوئے تھے اور ہر سلسلہ کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے۔ ایک دفعہ عیسائیوں نے پریس میں جماعت کا لٹریچر طبع کرنا بند کر دیا اور کوئی پریس نہیں تھا سوائے عیسائی پریس کے اور جماعت کے پاس وسائل بھی نہیں تھے کہ وہ فوری طور پر کچھ کر سکیں۔ تو علی روجر صاحب نے فوراً بو (Bo) شہر میں ایک بہت ہی عظیم الشان وسیع و عریض مسجد کے لئے قطع پیش کیا پھر مالی قربانی کی اور کہا کہ یہاں اپنا پریس لگاؤ اور ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی کس طرح روک سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں پھر جماعت احمدیہ کی اشاعت کا کام رکا نہیں۔ تو یہ عاشق تھے سلسلہ کے اور موصی بھی تھے اور بہت وسیع ان کا احسان کا معاملہ تھا ماحول میں۔ جب احمدی ہوئے تو ان کی دس بارہ بیویاں تھیں رواج کے مطابق۔ بلاتردد فوراً باقیوں کو بڑے احسان کے ساتھ رخصت کیا اور چار رکھیں اور کہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میرے رواج پر اسلام کا رواج بہر حال فوقیت رکھتا ہے۔ تو بہت نیک صفت انسان تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ان سے بہت پیار تھا۔ مبلغ نے لکھا مجھے بڑا صدمہ ہوا اس بات سے کہ بڑی حسرت تھی کہ میں چوتھے

خلیفہ سے بھی مل لوں لیکن چونکہ بہت کمزور ہو چکے تھے اس لئے آنہیں سکے جلسہ سالانہ پر۔ان کا غائب جنازہ ہوگا، ان کو خاص طور پر اوران کی اولادوں کو بھی نسلاً بعد نسل خدا تعالیٰ کے فضل کے لئے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو غیر معمولی برکتیں عطا فرمائے۔

ایک ہیں خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالعزیز صاحب قریشی ، نیروبی کے ہیں مبارک احمد قریشی اور عارف احمد قریشی ان کی والدہ ، یہ بھی وفات پاگئیں ہیں جلنگھم میں، انکی بھی نماز جنازہ ہوگی ، یہ دونوں بزرگوں کی ہوگی۔